ایک تمدنی غلطی کی اصلاح

(فرمودہ ۲- جنوری ۱۹۲۸ء)

۲- جنوری ۱۹۲۸ء کو مرزا محمود بیگ صاحب کی لڑکی صادقہ بیگم صاحبہ کا نکاح چوہدری فتح محمد صاحب سیال سے ایک ہزار روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پڑھا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

دنیا میں خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے ہیں کہ انسان کی ایک حالت ہمیشہ قائم نہیں رہتی۔ کبھی وہ رنج میں سے گزر رہا ہوتا ہے اور کبھی خوشی سے مسرت اندوز ہو رہا ہوتا ہے ایک وقت میں خوشی کے سامان پیدا ہو رہے ہوتے ہیں اور دوسرے وقت میں رنج کے۔ بسا اوقات انسان مجبور ہوتا ہے کہ خوشی پر غالب آئے اور بسا اوقات مجبور ہوتا ہے کہ اپنے رنج پر غالب آئے یہ تمام سامان خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت کے ماتحت رکھے ہیں کیونکہ وہ انسان کو ترقی کے رستہ کی طرف لے جاتا ہے اور خوشی و رنج ہمیشہ انسان کو کھڑا کر لیتے ہیں۔ خوشی کہتی ہے ٹھہر جا ذرا میرا مزہ چکھ لے اور رنج کہتا ہے ذرا ٹھہر کر میری لذت چکھ لے۔ دونوں اپنی طرف کھینچنے والی چیزیں ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ بندہ کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس کے لئے اس نے یہ سامان مقرر کر رکھے ہیں کہ خوشی و رنج ساتھ ساتھ دیئے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ ایسے ملا دیئے گئے ہیں کہ جب خوشی اپنی طرف پورے زور اور ساری طاقت سے کھینچ رہی ہوتی ہے تو رنج پیدا کر کے اس کی طاقت کو کمزور کر دیا جاتا ہے۔ اور جب رنج اپنی طرف کھینچ رہا ہوتا ہے تو خوشی کے ایسے سامان پیدا کر دیئے جاتے ہیں جو رنج کی طاقت کو توڑ دیتے ہیں۔ تب وہ درمیانی رستہ

جس کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے آپ ہی آپ اس کے سامنے آجاتا ہے۔

میں اس وقت جس نکاح کے اعلان کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ یہ بھی اس قسم کی حالت کا ایک نمونہ ہے۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے۔ ایک مہینہ بھی نہیں ہوا کہ اچانک چوہدری فتح محمد صاحب کی اہلیہ فوت ہوگئیں۔ ان کی اپنی ذاتی لیاقت اور نیکی کی وجہ سے اور خاندانی شرافت کے باعث کیونکہ وہ حضرت خلیفہ اول کی نواسی تھیں چوہدری فتح محمد صاحب کو ان کی وفات پر جائز طور پر صدمہ ہونا چاہئے تھا اور ہوا۔ ایسی حالت میں لوگ محسوس کرتے ہیں کہ اس رنج کی حالت کو لمبا ہونا چاہئے اور بسا اوقات لوگ اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں کہ فلاں آدمی کیسا سنگدل ہے بیوی کی وفات کے صدمہ کو اتنا جلدی بھول گیا اور اس نے دوسرا نکاح کرلیا۔ خصوصاً عورتیں اس قسم کے اعتراض کیا کرتی ہیں کہ فلاں مرد نے اپنی بیوی کے مرنے کے بعد اتنی جلدی شادی کرلی مگر عورتیں اتنا اتنا عرصہ بیٹھی رہتی ہیں۔

اگر اس حقیقت پر غور کیا جائے جو میں نے بیان کی ہے اور ان ضرورتوں کو دیکھا جائے جو عورتوں کے ہی فائدہ کے لئے ہوتی ہیں تو بسا اوقات مرد اپنے نفس کو مجبور کرکے اور جذبات کو دبا کر دوسری شادی کے لئے آمادہ ہوتا ہے۔ اس کے احساسات اور جذبات چاہتے ہیں کہ ابھی غم کی حالت کا مزا چکھے لیکن مرنے والی کے فائدہ اور نفع کے لئے اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے اس غم کے دائرہ کو تنگ کرے بسا اوقات پہلی بیوی کی چھوٹی چھوٹی اولاد ہوتی ہے جس کی پرورش اور تربیت مرد بوجہ دوسرے کاموں کے جو گھر سے باہر اس نے کرنے ہوتے ہیں نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر مرد فوت ہوجائے تو عورت بچوں کی نگرانی اور تربیت کرسکتی ہے چونکہ عورت کے فوت ہوجانے کی وجہ سے بچوں کی زندگی ضائع ہوجانے کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے مرد مجبور ہوتا ہے کہ مرحومہ بیوی کی اولاد کی خاطر شادی کرے۔ ایسی شادی بظاہر بے وقوفوں کے لئے قابل اعتراض ہوتی ہے مگر عقلمندوں کے نزدیک ضروری ہوتی ہے اگر اس مرد کو اس کی اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا تو وہ اتنی جلدی شادی کے لئے تیار نہ ہوتا۔ مگر ان بچوں کی تربیت کے لئے جن کی تربیت مرحومہ کا پہلا اور سب سے ضروری فرض تھا وہ اپنے نفس کو مجبور کرکے اس بات کے لئے تیار ہوتا ہے کہ اپنے گھر میں ایسے انسان کو لائے جو گھر کو آباد رکھنے کی کوشش کرے۔

ہمارے ملک میں چونکہ حقیقت پر غور کرنے کی عادت نہیں رہی اور یہ سارا نتیجہ اس بات

کا ہے کہ ان لوگوں میں حکومت نہیں رہی۔ اس لئے ایسی باتوں پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں اور ممکن ہے بعض لوگ اس موقع پر بھی اعتراض کریں۔ مگر یہ شادی جس کا میں اعلان کرنے لگا ہوں چوہدری صاحب کے ارادہ اور خواہش سے نہیں ہو رہی بلکہ اس کا اصل محرک میں خود ہوں۔ ممکن ہے ان ایام میں ان کے ذہن میں دوسری شادی کی تجویز آئی ہو یا نہ آئی ہو مگر مجھے ان کی بیوی کی وفات کے دوسرے تیسرے دن ہی خیال آیا کہ چوہدری صاحب کا سب سے بڑا فرض اپنی مرحومہ بیوی کے متعلق بچوں کی پرورش ہے جن میں سے ایک کی عمر تو اتنے ہی دن کی ہے جتنے دن مرحومہ کو فوت ہوئے گزرے ہیں کیونکہ اس کی پیدائش کے بعد وہ فوت ہوگئیں۔ ایک اور بچہ دو سال کا ہے باقی اس سے زیادہ عمر کے ہیں اس لئے میرا خیال تھا کہ چوہدری صاحب کو اپنے نفس کو مار کر جلد سے جلد شادی کر لینی چاہئے اور میں اسی دن سے اس فکر میں تھا کہ کوئی موزوں صورت ہو تو اس کے متعلق تحریک کی جائے تاکہ بچوں کی تربیت اور پرورش بھی ہو سکے اور گھر بھی آباد ہو۔ اب میری تحریک پر چوہدری صاحب نے نکاح پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ مجھے یہ خطبہ اس لئے بیان کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ عام طور پر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اتنی جلدی کیوں شادی کی گئی اس طرح وہ خاوند کی اپنی مرحومہ بیوی سے محبت اور تعلقات کے متعلق حرف گیری کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو نفس پرست ہوتے اور انہیں مرنے والی بیوی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی مگر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مرد کو سچی قربانی اور حقیقی ایثار کرکے شادی کرنے پر آمادہ ہونا پڑتا ہے۔ وہ دل میں چاہتا ہے کہ اپنے غم کی گھڑیوں کو لمبا کرے مگر وہ اپنے نفس کو دبا کر مرنے والی کی خاطر اور اس کی خدمت کے لئے کیونکہ بچوں کی پرورش اور تربیت اس کی خدمت ہوتی ہے مجبور ہوتا ہے کہ اس بارے میں انتظام کرے۔ دنیا اس پر اعتراض کرتی ہے مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ سچی قربانی کر رہا ہوتا ہے۔

یہ نکاح مرزا محمود بیگ صاحب کی لڑکی صادقہ بیگم سے قرار پایا ہے۔ مرزا صاحب پٹی کے ایک مشہور خاندان کے اور پرانے احمدی ہیں۔ وہ خاموش طبیعت کے آدمی ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑا اخلاص رکھنے والے ہیں۔ مدتوں یہاں رشتہ داروں سے قطع تعلق کرکے رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں یہ بھی ان کی قربانی ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کا خاندان بہت مشہور اور بڑا مغلوں کا خاندان ہے مگر انہوں نے سارے رشتے غیر مغلوں میں کئے

ہیں۔ انہوں نے اپنی بھانجیوں کے جہاں رشتے کئے وہ بھی دوسری قوم میں کئے ہیں۔ اور اپنی دو لڑکیوں کے جہاں کئے وہ بھی مغل نہیں اور تیسری لڑکی کے لئے جہاں وہ ارادہ کر رہے ہیں وہ بھی مغل نہیں۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ مرزا صاحب کی لڑکی صادقہ بیگم کا نکاح چوہدری فتح محمد صاحب سیال سے ایک ہزار روپیہ مہر پر قرار پایا ہے۔

(الفضل ۱۰۔ جنوری ۱۹۲۸ء صفحہ ۹)